جہاد اور قتال میں فرق

ڈاکٹر راشدہ پروین
ریسرچ اسکالر شعبہ علوم اسلامیہ، جامعہ کراچی

Abstract:

The word "Jihad" in contemporary world is translated as 'Holy War' which does not exist in Islamic believes. Despite the fact that Jihad literally means 'struggle,' or 'striving' and a very broad concept in Islam, it is generally misunderstood in western world and confined to a warfare and armed struggle against non-believers (non-Muslim). In Holy Qur'an it is a word that is distinct from 'qitaal', which means armed conflict. But, unfortunately 'Jihad' despite of being a generalized word, is being taken more like 'qitaal', a very distinct and specific term in nature.

موجودہ دور میں بحیثیت امت ہمارے اندر عملی واخلاقی زوال آیا وہاں دینی تصورات اور اصطلاحات بھی متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکیں بعض دینی اصطلاحات میں محدودیت در آئی جیسا کہ ''جہاد فی سبیل اللہ'' کیساتھ اغلباً سب سے بڑھ کر ظلم ہوا کیونکہ اس انتہائی جامع اور ہمہ گیر دینی اصطلاح کو محدود معنوں میں مقید کر دیا اسی کیساتھ ''فساد فی الارض'' پر مشتمل ہوس ملک گیری کے لئے کی جانیوالی قتل وخون ریزی کو بھی اس مقدس اصطلاح کا جامہ پہنا کر اس کی رسوائی کا سامان کیا۔

اگر ہم جہاد کے لغوی معنی پر غور کریں تو ہمیں اندازہ ہوگا کہ جہاد جَہَـــــــــدَ سے ماخوذ ہے اس کا مصدر جَہَـدَ، جُہد دونوں کو سمجھا جاتا ہے(۱) اسی طرح جـاَهَـدَ مـجـاهَـدَةً وجـهـاداً سے مراد پوری طاقت صرف کرنا یعنی

جَـاهِـدُوا فِي اللّٰہِ حَقَّ جِهَـادِہٖ "یعنی اللہ کے راستے میں پوری طرح کوشش کرو جیسا کہ کوشش کا حق ہے۔(۲) اردو لغت کے مطابق بھی جہد سے مراد کوشش، محنت، اور دوڑ دھوپ کے لئے جاتے ہیں (۳)

جبکہ شرعی اصطلاح کے مطابق جہاد مسلمانوں کی ایسی اجتماعی جدو جہد کا نام ہے جو انسانوں کی فلاح و بہبود کیلئے اللہ کے بھیجے ہوئے قوانین کو دنیا میں قائم کرنے اور بلند کرنے کیلئے کی جائے اور اس کیلئے جان و مال کی قربانی سے بھی دریغ نہ کیا جائے۔ لہٰذا جہاد کا لفظ اپنے اندر وسیع مفہوم رکھتا ہے اس مفہوم کے لحاظ سے مسلمان ہمیشہ حالت جہاد میں رہتا ہے لیکن اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ کوئی بھی کوشش یا جدو جہد جو اپنے ذاتی مفادات کے حصول کے لئے کی جائے وہ بھی جہاد ہو۔

جہاد کے معنی کب سے تبدیل ہوتے ہیں اس حوالے سے ''تمام اہلِ لغت، شارحین اور فقیہ تسلیم کرتے ہیں کہ قدیم عربی میں جہاد کے معنی محنت اور خوب کوشش کرنے کے ہیں، اس متبدلہ یا اصطلاحی معنی، متاخرین کے زمانہ میں، نزول قرآن سے بہت بعد لئے گئے ہیں۔ اس لئے یہ بالکل نامناسب ہے کہ قرآن میں ہر جگہ اس کے نوتراشیدہ معنی لئے جائیں''۔(۴)۔

قرآن وسنت میں غلبہ ءدین کیلئے جانی طور پر کی جانیوالی کوشش کو جہاد کے لفظ سے موسوم کیا گیا ہے، لہٰذا کثرت استعمال کے باعث علماء، فقہاء، محدثین اور مفسرین نے جہاد بمعنی قتال کیساتھ اس کی اصطلاحی تعریف کی ہے مثلاً: فقہائے احناف کے نزدیک جہاد کی تعریف اس طرح سے ہے کہ:

هو الدعاءُ الى الدين الحق وقتال من لم يقبلهُ.

لوگوں کو دین حق کی طرف بلانا اور جو اس کو قبول نہ کرے، اس سے قتال کرنا۔(۵)

''اسی طرح فقہائے مالکیہ، شافعیہ اور حنابلہ واہل ظاہر کے نزدیک بھی جہاد کی اصطلاحی تعریف مذکورہ تعریف سے کچھ مختلف نہیں۔ اس بات کو ملحوظ رکھنا چاہیے کہ فقہاء کا جہاد کی اصطلاحی تعریف کو کفار کے خلاف قتال تک محدود کرنے کی بنیادی وجہ یہی ہے کہ قرآن وحدیث میں کثرت کے ساتھ جہاد بمعنی قتال استعمال ہوا ہے۔ فقہائے کرام کسی چیز کی کثرت استعمال کے پیش نظر اس پر کئی حکم لگاتے ہیں۔ لفظ جہاد بھی اس کی ایک مثال ہے کہ اس کے معنیٔ قتال میں بکثرت استعمال نے اسے قتال تک محدود کر دیا۔ اگرچہ لفظ جہاد کا مفہوم وسیع ہے، جیسے علامہ ابن تیمیہ، ابن حجر اور ابن قیم کے اقوال سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مسلمان ہر وہ محنت وکوشش جو کسی نہ کسی پہلو سے غلبہء دین کے لئے ہو جہاد کہلاتی ہے''۔(۶)

چونکہ جہاد کی حدود و قیود فقہاء اہل علم اب تک واضح نہیں کر سکے ہیں لہٰذا اسلامی ممالک میں بالخصوص کسی بیرونی /مغربی یا غیر اسلامی ممالک کے ساتھ موجود کسی بھی قسم کے اختلافات اور اس سلسلے میں اپنی برتری قائم کرنے یا رکھنے کے لئے کی جانے والی ہر عملی کوشش کو بھی علماء وفقہاء اسلامی مہم جوئی یا جہاد کا نام دیتے ہیں لیکن اس کے برعکس کسی ایسی مہم جوئی انفرادی یا اجتماعی جو کہ اصلاح معاشرہ یا انسانی خدمات اور دیگر عمل خیر سے متعلق ہو، کو جہاد یا اس قسم کی کسی اصطلاح سے یاد نہیں کرتے یوں جہاد کا عمومی مفہوم قتال اور ایک خاص مقصد، دائرے کے اندر قید ہو کر رہ گیا ہے۔ مغربی میڈیا جو کہ دنیا پر حاوی ہے اور اہل اسلام بھی انہی ذرائع ابلاغ کے زیر اثر ہونے کی وجہ سے بھی لفظ جہاد خاص مقاصد کی وضاحت کے لئے استعمال ہونے لگا ہے اور یوں غیر مسلم تو غیر مسلم، مسلمان بھی جہاد کو قتال کے معنی میں ہی ڈھونڈتے ہیں۔

جہاد اور قتال میں فرق

''اگرچہ جہاد میں قتال بھی شامل ہے لیکن ہر قتال جہاد نہیں ہوتا۔ جہاد اپنے مقصد، طریق کار اور نصب العین کے اعتبار سے محض اعلائے کلمۃ اللہ اور تحفظ غایات اسلامی کیلئے ہوتا ہے یہ اندھادھند جنگ وجدال نہیں بلکہ مقاصد ملت کی خاطر ایک با اصول جنگ ہے جو معین اصولوں، پابندیوں، اور احتیاطوں کے ساتھ لڑی جاتی ہے، اور ان احتیاطوں کا ذکر قرآن مجید میں بصراحت کیا گیا ہے۔ اسلام میں جہاد کا حکم اس وقت نازل ہوا جب آنحضور ﷺ مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ تشریف لے گئے، اور چونکہ اس وقت کفار قریش نے جنگی یورشوں کے ساتھ مسلمانوں کو ستانا شروع کیا چنانچہ ان لوگوں کے مقابلے اور ان کے شر کے دفعیہ کے لئے اللہ نے جہاد کا حکم دیا''۔(۷)

ڈاکٹر اسرار احمد کہتے ہیں کہ!

''جہاد فی سبیل اللہ کے ضمن میں سب سے بڑا مغالطہ، جو بہت عام ہے اور صرف عوام ہی میں نہیں، خواص یعنی علماء کو بھی لاحق ہے یہ ہے کہ ''جہاد'' کے معنی ''جنگ'' کے ہیں گویا کہ ''جہاد'' کو قتال کے مترادف یا ہم معنی قرار دے دیا گیا ہے غور طلب بات ہے کہ لسانیات کا یہ بنیادی اصول ہے کہ کسی بھی زبان کے دو الفاظ بالکل ایک مفہوم کے حامل نہیں ہوتے اس سے آگے بڑھ کر بات ہی ہے کہ ''جہاد فی سبیل اللہ'' اور ''قتال فی سبیل اللہ'' قرآن پاک کی دو مستقل اصطلاحیں ہیں، جو قرآن کریم میں متعدد بار استعمال ہوئی ہیں۔ مثلاً سورۃ الصف چودہ آیات پر مشتمل ایک چھوٹی سی سورۃ ہے اور اس میں یہ دونوں اصطلاحات آئی ہیں۔ اس کی آیت ۴ میں ''قتال فی سبیل اللہ'' کی اصطلاح بایں طور آئی ہے:

إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُونَ فِيْ سَبِيْلِهِ صَفّاً كَأَنَّهُم بُنيَانٌ مَّرْصُوصٌ (۴)(الصف)

''یقیناً اللہ تعالیٰ ان لوگوں سے محبت کرتا ہے جو اس کی راہ میں اس طرح صف بستہ ہو کر لڑتے ہیں گویا کہ وہ ایک سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہیں۔''

آگے آیت نمبر ۱۱ میں فرمایا:

تُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ وَرَسُولِهِ وَتُجَاهِدُونَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنفُسِكُمْ.

''ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول ﷺ پر اور جہاد کرو اللہ کی راہ میں اپنے مالوں سے اور اپنی جانوں سے۔''

چنانچہ ان دونوں اصطلاحوں کو مترادف قرار دینا بہت بڑی غلطی ہے یہ دونوں الفاظ بعض اوقات ایک دوسرے کی جگہ استعمال ہو جاتے ہیں۔ اور قرآن مجید میں بھی یہ اس طرح استعمال ہوئے ہیں۔۔۔۔ قرآن حکیم کی بنیادی اصطلاحات میں سے دو دو اصطلاحات کے تین جوڑے ایسے ہیں کہ جن کے مابین خاص اور عام کا رشتہ ہے مثلاً ''مومن'' اور ''مسلم'' بظاہر مترادف الفاظ ہیں کہ ایک ہی شخص کیلئے دونوں الفاظ کا استعمال ہو سکتا ہے، لیکن ''مسلم'' عام اصطلاح ہے ''مؤمن'' خاص۔ یعنی ہر ''مؤمن'' تو لازماً ''مسلم'' ہے لیکن ہر مسلمان لازماً مومن نہیں ہے۔۔۔۔ اسی طرح اصطلاحات کا ایک جوڑا ''نبی'' اور ''رسول'' ہے نبی اور رسول میں کئی اعتبارات سے فرق کیا جاتا ہے، لیکن یہ بات سب کے نزدیک متفق علیہ ہے کہ نبی عام ہے اور رسول خاص۔ یعنی ہر رسول تو لازماً نبی ہے لیکن ہر نبی لازماً رسول نہیں جہاد اور قتال میں بھی بالکل یہی رشتہ ہے کہ ان دونوں میں عموم اور خصوص کی نسبت ہے۔ اس میں جہاد عام ہے اور قتال خاص ہے، یعنی قتال تو لازماً جہاد ہے، لیکن جہاد لازماً قتال نہیں ہے۔ ان تینوں جوڑوں کے بارے میں اہل علم نے بہت عمدہ اصول وضع کیا ہے۔ اذا اجتمعا تفرقا و اذا تفرقا اجتمعا، یعنی جب کسی ایک جگہ پر یہ دونوں الفاظ اکٹھے آئیں گے تو یقیناً ان میں بہت بڑا فرق ہوگا Simultaneous Contrast ہوگا لیکن یہ الگ الگ استعمال ہونگے تو ایک ہی مفہوم میں استعمال ہونگے۔ چنانچہ اگر ایک ہی جگہ مسلم اور مؤمن کے الفاظ آرہے ہوں تو ان کے مفہوم میں لازماً فرق ہوگا۔ اسی طرح اگر ایک ہی جگہ جہاد اور قتال کے الفاظ آئیں، جیسا کہ سورۃ الصف کی مثال دی گئی ہے، تو لازماً فرق ہوگا۔ لیکن اگر دونوں علیحدہ علیحدہ استعمال ہو رہے ہوں تو یہ ایک دوسری کی جگہ استعمال ہو سکتے ہیں، یعنی نبی کی جگہ رسول اور رسول کی جگہ نبی، اسی طرح جہاد کی جگہ قتال اور قتال کی جگہ جہاد، اور مؤمن کی جگہ مسلم اور مسلم کی جگہ مؤمن کے الفاظ استعمال ہو سکتے ہیں۔ بہرحال اس فرق کو پیش نظر رکھنا ضروری ہے۔''(۸)

قتال کا حکم

قرآن کریم میں سب سے پہلے قتال کی اجازت اس وقت ملی جب نبی ﷺ نے مکہ میں اپنی دعوت کا آغاز کیا اور وہاں آپ ﷺ نے تبلیغ شروع کی قبول کرنے والوں نے کی لیکن اکثریت جن میں خصوصاً قریش مکہ تھے، نے مخالفت کی اور جب مخالفت کی انتہا ہوگئی تو حضور ﷺ مدینہ کی جانب ہجرت کرکے آگئے یہاں کی فضا اقامت دین کے لئے قدرے سازگار تھی لیکن قریش نے ان کا یہاں بھی پیچھا نہ چھوڑا اور لشکر لے کر مدینہ کی جانب چڑھ دوڑے اب وقت آ گیا تھا کہ مجاہدین کی یہ جماعت ہمیشہ کے لئے ختم ہوجاتی یا میدان جنگ میں نکل کر اپنی بقاوسلامتی کے لئے آخری کوشش کرتی لہٰذا اس موقعہ پر اللہ نے انہیں اجازت دی کہ وہ مقابلہ کریں۔

> أُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقَاتَلُونَ بِأَنَّهُمْ ظُلِمُوا وَإِنَّ اللّٰهَ عَلَى نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرٌ ٥ الَّذِيْنَ أُخْرِجُوا مِن دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ إِلَّا أَن يَقُولُوا رَبُّنَا اللّٰهُ وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُم بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَصَلَوَاتٌ وَمَسَاجِدُ يُذْكَرُ فِيهَا اسْمُ اللّٰهِ كَثِيْراً وَلَيَنصُرَنَّ اللّٰهُ مَن يَنصُرُهُ إِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ٥(٩)
>
> ترجمہ: جن (مومنوں) کے خلاف ظالم قوتیں جنگ کے لئے چڑھ آئی ہیں اب انہیں بھی (اسکے جواب میں) جنگ کی اجازت دی جاتی ہے کیونکہ ان پر سراسر ظلم ہورہا ہے اور اللہ کی مدد ضرور قادر ہے، یہ وہ مظلوم ہیں جو ناحق اپنے گھروں سے نکال دیئے گئے ان کا جرم اس کے سوا کچھ نہ تھا کہ یہ کہتے تھے کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے۔

قرآن پاک کی اس آیت پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ رب تعالیٰ قتال کا حکم بھی اسی وقت دیتا ہے جب ان پر ظلم کیا جاتا ہے۔ اس اصول کو ہمیشہ سامنے رکھنا ضروری ہے کہ اسلام دنیا میں مذہبی آزادی کا سب سے بڑا علمبردار ہے جس کی مثال ہمیں میثاق مدینہ کی شرائط میں دکھائی دیتی ہے جس میں ایک شرط یہ تھی کہ تمام مذاہب کو مکمل مذہبی آزادی ہوگی لہٰذا جب اسلام قوموں کو آزادی کا حق دیتا ہے تو وہ اپنی آزادی کو برقرار رکھنا اپنا حق سمجھتا ہے۔ لہٰذا لفظ جہاد کو محض قتال تک محدود کردینا درست نہیں کیونکہ قتال تو جہاد کی سب سے آخری صورت ہے جیسا کہ پہلے ہی بیان کیا جاچکا ہے کہ ایک مسلمان کے نزدیک ہر لمحہ جہاد ہے۔

دور حاضر میں جہاد اور اس کے تقاضے

دور حاضر میں لفظ جہاد کو قتال کے زمرے میں گردانتے ہوئے دنیا میں جنگ اور اس جیسی مہم جوئی کا آغاز کرنا مشکل ہے گوکہ مسلمانوں کو کرہ ارض پر کافی مشکلات کا سامنا ہے جہاں چاہے زمینی یا نظریاتی سرحدوں کی حفاظت درکار ہو،

اجتماعی طور پر جہاد مسلح جدوجہد کی فرضیت انتہائی پیچیدہ نظر آتی ہے، تاہم مسائل میں گھرے ہوئے مسلمانان عالم کے لئے جہاد کی ضرورت ہے۔ یہاں یہ بات انتہائی مناسب سمجھتی ہوں کہ دور حاضر میں مسلمانوں کو جہاد کی بمعنی قتال سے زیادہ دیگر مفہوم یعنی جدوجہد کی زیادہ ضرورت ہے، کیونکہ مسلمانوں کی نظریاتی سرحدوں کو مسلح حملوں یا جنگی مہمات سے زیادہ دیگر محاذوں پر خطرات لاحق ہیں، علمی، سائنسی اور معاشی میدانوں میں جہاد کی ضرورت ہے۔ جس طرح ماضی میں مسلمانوں نے اپنی دفاع میں جہاد بمعنی قتال کی ہے اسی طرح موجودہ دور میں دیگر شعبہ ہائے زندگی کے میدانوں میں دفاع کی اشد ضرورت ہے۔

حواشی حوالہ جات

۱۔ المنجد، عربی۔ اردو، مرتب لوئیس معلوف، مکتبہ قدوسیہ اردو بازار، سنہ اشاعت، درج نہیں۔
۲۔ مصباح الغات، مولانا عبدالحفیظ بلیاوی، خزینہ علم وادب، سنہ اشاعت، درج نہیں۔
۳۔ اردو لغت، ص، ۷، جلد ہفتم، ناشر اردو لغت بورڈ (ترقی اردو بورڈ) کراچی سال اشاعت، جون ۱۹۸۶ء۔
۴۔ جہاد دہشت گردی یا دفاع، مولانا چراغ علی (مرحوم) ص ۳۱۳۔
۵۔ پیغمبر امن ﷺ، پروفیسر ڈاکٹر حمید اللہ عبدالقادر، ص ۴۲۰، بحوالہ رد المختار: ۱۲۱/۴۔
۶۔ ایضاً، بحوالہ فتح الباری، ۶/ ۳، ۳۸۔
۷۔ اسلامی انسائیکلوپیڈیا، سید قاسم محمود، الفیصل، جلد اول، ص ۷۴۵، اردو بازار لاہور۔
۸۔ جہاد فی سبیل اللہ، ڈاکٹر اسرار احمد، ص ۸۔۱۰، تنظیم اسلامی۔
۹۔ ۴۰،۳۹ سورۃ الحج۔